جناب جاوید چودھری

خاموشی

اخبار کا یہ ٹکڑا پانچ دن سے میرے سامنے میز پر پڑا ہے' میں اسے اٹھاتا ہوں دیکھتا ہوں ٹھنڈی سانس بھرتا ہوں اور پھر واپس میز پر رکھ دیتا ہوں' دیکھا جائے' سوچا جائے تو یہ اخبار کا ٹکڑا ہے ان ہزاروں لاکھوں' کروڑوں ٹکڑوں کی طرح جو روز چھپتے ہیں' بکتے ہیں اور پھر شام کو چیتھڑے چیتھڑے ہو کر بکھر جاتے ہیں۔ یہ بھی ان منوں اور ٹنوں ردی کاغذوں میں سے ایک کاغذ ہے جو چند گھنٹوں کی زندگی لے کر پیدا ہوتے ہیں اور پھر اپنے ہی کفن میں لپٹ کر اپنے ہی وجود ملے دفن ہو جاتے ہیں لیکن پتہ نہیں کیوں دل اس حقیقت کے باوجود اسے ٹکڑا ماننے کے لئے تیار نہیں ہوتا اس کاغذ کو کاغذ اور اس اخبار کو اخبار کہنے پر رضامند نہیں ہوتا' آپ سوچیں گے اس اخبار' اس کاغذ' اس ٹکڑے میں ایسی کیا خاص بات ہے جس نے شاعرانہ طبیعت کے اس مسکین نثر نگار کی آنکھیں جکڑ رکھی ہیں' اگر سوچا جائے اگر دیکھا جائے تو یہ خاص بات بھی کوئی ایسی خاص بات نہیں یہ فقط ایک تصویر ہے' ایک رنگین تصویر جو اخبار کے بائیں بالائی کونے میں چھپی اور وہاں سے اتر کر میرے دل کی رگوں' میرے دماغ کی نسوں میں جذب ہو گئی۔

یہ ایک سٹریچر کی تصویر ہے جسے دو سیاہ فام امریکی فوجی دھکیل رہے ہیں جبکہ تیسرا فوجی ان کے پیچھے لیفٹ رائٹ کرتا آ رہا ہے۔ سٹریچر پر اورنج رنگ کے لباس میں ملبوس ایک شخص بے سدھ پڑا ہے اس لغش نما انسان کے پاؤں میں ہوائی چپل اور ہاتھوں میں ہتھکڑی ہے' سٹریچر کے سامنے کانٹے دار تار کے گنجل پڑے ہیں ایسی تار کے گنجل جو عموماً حساس علاقوں یا فوجی کیمپوں کو محفوظ بنانے کے لئے بچھائے جاتے ہیں' یہ تصویر کیوبا کے کیمپ ایکسرے کی ہے' سٹریچر کھینچنے والے فوجی امریکن ملٹری پولیس کے اہلکار ہیں اور سٹریچر پر پڑا لغش نما انسان القاعدہ کا ایک ''دہشت گرد''۔ یہ فوجی اس ''دہشتگرد'' کو تفتیش کے لئے لے کر گئے' دہشت گرد تفتیش کا ساتھ نہ دے سکا۔ بیہوش ہو گیا لہذا مجبوراً امریکی انتظامیہ کو اسے واپس بیرک لے جانا پڑا' جب یہ سٹریچر تار کے گنجل کے قریب سے گزرا تو ایک بین الاقوامی خبر رساں ایجنسی کے فوٹو گرافر نے اس منظر کو ہمیشہ کے لئے محفوظ کر لیا۔ میں نے عرض کیا نا! یہ ایک عام سی تصویر ہے جو اخباری کاغذ کے ایک عام سے ٹکڑے پر چھپی اور باسی ہو کر اپنی قدر و قیمت کھو بیٹھی لیکن اس تصویر میں کوئی ایسی خاص بات ضرور ہے جو اس تصویر کو تصویر' اس کاغذ کو کاغذ اور اس اخبار کو اخبار نہیں رہنے دیتی' شاید وہ بات دور تک نشر ہوتی ہے بے بسی' فرش سے عرش تک پھیلا شکوہ اور انسانی ضمیر کی بے حسی ہے؟

سٹریچر پر پڑے اس بے بس انسان کا قصور کیا ہے؟ تصویر کرہ ارض پر پھیلے چھ ارب لوگوں سے سوال کرتی ہے' یہ انسان قاتل ہے' بدکار ہے' سمگلر' چور یا ڈاکو ہے' اس نے بینک لوٹا تھا' ہیروئن بنائی اور بیچی تھی' یہ سکڈ میزائلوں کی خرید و فروخت میں ملوث تھا' پل اڑائے تھے' جہاز گرائے تھے' اس نے ریڈ انڈینز کو دیس سے نکال دیا تھا' کالوں کو غلام بنایا تھا'

اس نے کیا کیا تھا' اس کا جرم کیا ہے؟ تصویر کہتی ہے یہ ایک بے گناہ معصوم انسان ہے' یہ ظلم روکنے کے لئے گھر سے نکلا تھا یہ اللہ کی راہ میں جان دینے کے لئے روانہ ہوا تھا' اس کی آنکھوں میں حیا اور ماتھے پر شرم تھی یہ اللہ کی زمین پر سر جھکا کر چلتا تھا' یہ برائی کو با آواز بلند برائی کہتا تھا' یہ خدا کے سوا کسی کو اپنا معبود نہیں مانتا تھا' یہ دو وقت کی دو روٹیوں کو اپنا مقدر اپنا نصیب سمجھ کر صبر شکر کرتا تھا' اس کی پیشانی پر سجدے تڑپتے اور زبان پر آیتیں مچلتی تھیں' یہ روشنی' سڑک اور پوشاک کے معاشرے چھوڑ کر وہاں گیا جہاں زندگی ابھی ابتدائی سانسیں لے رہی ہے۔ جہاں لوگ غاروں میں رہتے اور پہاڑوں میں گزر بسر کرتے ہیں' یہ اللہ کا ورد کرتے کرتے وہاں زندہ رہا جہاں آسمان سے بارود اور پگھلا لوہا برستا تھا' اس نے وہاں بھی امید کا دامن ہاتھ سے نہ جانے دیا جہاں اب ڈیڑھ سو سال تک مرغی انڈہ نہیں دے سکے گی جہاں اب ریشم کا کیڑا ریشم نہیں بُن سکے گا' وہ وہاں بھی زندہ رہا جہاں پانی کے کیڑے تک مر چکے ہیں' طالبان کے دور کی غربت' ناردرن الائنس کا ظلم اور امریکی فوجوں کا قہر دنیا کا کوئی ظلم' کوئی آفت اس کا حوصلہ نہیں توڑ سکی' آج بھی اس کا نامہ اعمال پڑھا جائے آج بھی فرشتے اس کا حساب کتاب دیکھیں تو انہیں کتاب زیست کے صفحوں پر اس کے نام کے سامنے رکوعوں' سجدوں' تسبیحوں اور کلموں کے سوا کچھ نہیں ملے گا' اس کے یہ بندھے ہوئے ہاتھ ہمیشہ اپنے رب کے سامنے پھیلے اور اس کے پاؤں' جی ہاں اس کے پاؤں جن میں اب چھالوں اور قینچی چپلوں کے سوا کچھ نہیں وہ ہمیشہ اپنے رب کی رضا کے راستوں پر اٹھے' لوگ اللہ کی راہ میں روپے دیتے ہیں' کپڑے اور سامان خورد و نوش دیتے ہیں' ڈھور ڈنگر اور کھالیں دیتے ہیں مگر یہ شخص اپنے ہاتھوں پر اپنی جان اٹھا کر اللہ کی راہ پر نکل کھڑا ہوا لیکن اس شخص کو کیا ملا' ایک بیرک' اندھے شیشوں کی ایک عینک' کان میں اڑ دسنے کے لئے دو ماشے روئی' دو دستانے دو قینچی چپلیں' دو ہتھکڑیاں اور نج رنگ کی ایک ڈھیلی ڈھالی قمیض' ایک پاجامہ ایک سٹریچر اور ہزاروں لاکھوں میلوں تک پھیلا آسمان' بس۔

تصویر پوچھتی ہے کہ اسے کس جرم میں اتنی کڑی سزا دی گئی ہے اس نے ایسا کون سا جرم اور غلطی کی ہے کہ اس کے کان' ناک سب کچھ بند کر دیئے گئے ہیں اور اسے ایسی سزا دی جا رہی ہے جس کی تاریخ میں مثال نہیں ملتی۔ تصویر یہ سوال بھی کرتی ہے کہ آج جب دنیا میں انسانی حقوق انصاف کی بالادستی اور جمہور اور جمہوریت کا دور دورہ ہے ان 186 بندوں پر انصاف کے دروازے کیوں بند کر دیئے گئے ہیں۔ ان کی چیخیں کیوں نہیں سنائی دی جا رہیں' آسمان کیوں چپ ہے' زمین کیوں خاموش ہے' معجزوں کے بطن سے معجزوں نے جنم لینا کیوں بند کر دیا ہے۔ یہ تصویر پوچھتی ہے لیکن افسوس اس تصویر کے سوالوں کا جواب کسی کے پاس نہیں۔ عرش سے فرش تک ایک طویل خاموشی' ایک گھمبیر اندھیرا ہلکورے لے رہا ہے اور سچ کے سارے سورج اس اندھیرے' اس خاموشی میں دفن ہیں۔

یہ چپ' یہ خاموشی کہیں کسی طوفان' کسی زلزلے کا پیشہ خیمہ تو نہیں! (بحوالہ جنگ پنڈی)